۴۳

انعام ہمیشہ اطاعت کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے

(فرمودہ ۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ- بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ[1]-

اس کے بعد فرمایا:-

نسلی اور قومی تعصّب ہمیشہ سے دنیا میں چلا آیا ہے ہر ایک قوم اپنی نسبت چند ایسی خصوصیات تجویز کرلیتی ہے جن کا دوسروں کی طرف منسوب کرنا وہ پسند نہیں کرتی- اسلام سے پیشتر کے جتنے مذاہب ہیں ان تمام کو جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی محدود اور مخصوص کر رکھا ہے جیسا کہ اور اپنے بڑے بڑے قومی آدمیوں کو- ان مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرنے اور پڑھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم خدا کو اپنا مخصوص دیوتا سمجھتی ہے- چنانچہ یہود کسی اس بات کو جائز نہیں سمجھتے کہ اور دنیا کے لوگ جنت میں داخل ہوسکتے ہیں- یا یہ کبھی پسند نہیں کرتے کہ کوئی یہودی بھی دوزخ میں جاسکتا ہے-

یہی حال دوسری قوموں کا ہے- خواہ وہ زرتشتی ہوں یا سناتنی، آریہ ہوں یا بدھ تو ان مذہبوں نے اپنے لئے ایسی خصوصیات سمجھ لی ہوئی ہیں جن سے اور کسی کو متمتع ہونے کے

قابل نہیں سمجھتے- اسلام نے ان تمام خصوصیات کو مٹادیا ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تمام مخلوقات کا خدا ہے اور کسی خاص فرقہ سے خاص تعلق نہیں رکھتا- قرآن شریف بتاتا ہے کہ نجات کا دارومدار اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل پر رکھا ہے- اور فضل کے جاذب اعمال صالح کو رکھا ہے- نیک اعمال فضل کو جذب کرتے ہیں اور پھر فضل سے نجات ہوتی ہے اور جب تک کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب میں کیوں نہ داخل ہو اعمال صالح نہیں کرتا اسلام اس کی نسبت کبھی نہیں کہتا کہ وہ نجات پاسکتا ہے اور نہ اسلام یہ کہتا کہ کہ خواہ کوئی کتنا ہی خداتعالیٰ کے حضور گڑگڑائے عاجزی اور فروتنی دکھائے اعمال صالح کرے اور متقی بن جائے لیکن پھر بھی خداتعالیٰ اس کو اپنے حضور سے اس لئے نکال دیتاہے کہ چونکہ تم فلاں قوم سے نہیں ہو اس لئے تمہیں کچھ اجر نہیں مل سکتا- اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہود کا قول بیان فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اول تو ہم کو آگ چھونے کی ہی نہیں کیونکہ ہم خداتعالیٰ کی برگزیدہ قوم کی اولاد سے ہیں- بھلا یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ ہمیں عذاب دیا جائے- عذاب دینے کیلئے کیا اور مخلوق تھوڑی ہے اور اگر ہم میں سے کسی کو عذاب دیا ہی گیا تو وہ بہت تھوڑا یعنی چند دن ہوگا- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے خدا سے عہد لیا ہے کہ تمہیں عذاب نہیں ہوگا- اللہ تو اپنے عہد کے خلاف کبھی نہیں کرتا- لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو اور وہ بات کہتے ہو جس کو تم جانتے نہیں- بدکار انسان ضرور سزا پائیں گے- اور ابراہیم' موسیٰ' ہارون' داؤد وغیرہ انبیاء کی نسل سے ہونا کسی کو عذاب سے نہیں بچاسکتا اور مسلمانوں میں تو محمد (ﷺ) کی نسل سے ہونا بھی کسی کو عذاب سے چھڑا نہیں سکتا جب تک کہ نجات پانے کا جو راستہ ہے اس پر نہ چلا جائے اور اس طریقہ کو اختیار نہ کیا جائے جس کو اختیار کرکے داؤد داؤد بنا- ابراہیم ابراہیم کہلایا- موسیٰ موسیٰ ہوا- اور محمدؐ نے محمدؐ کا لقب پایا- جب تک کوئی ان کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا خدا کے حضور اسے کوئی عزت اور کوئی رتبہ نہیں مل سکتا- اسلام نے یہ بتا کر تمام قومی اور نسلی تعصبات کو تباہ کردیا ہے کہ کسی خاص قوم اور خاص مذہب سے نجات وابستہ نہیں- بلکہ جو شخص خداتعالیٰ کی رضاء کے راستہ کو اختیار کرتا ہے وہی نجات پاسکتا ہے- ایک ہندو' ایک آریہ' ایک عیسائی' لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے وہی حقوق پاسکتا ہے جو دوسرے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو ملتے ہیں- پھر وہ مسلمان جو خواہ کتنا ہی

عالی خاندان کا ہو درست اعمال نہ کرتا ہو کبھی نجات نہیں پاسکتا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہود کی صفت اب مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہود کی صفت یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ خدا ہیں کچھ مقررہ مدت تک عذاب دے کر آزاد کردے گا۔ یہ اب مسلمان علماء کا عقیدہ ہے عوام نے تو حد ہی کردی ہے۔ سادات تو یہ بات سُن ہی نہیں سکتے کہ کبھی کوئی سید دوزخ میں جائے گا وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے آلِ رسول ہونا ہی کافی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور فرماتے تھے کہ ہماری رشتہ دار ایک عورت یہاں آئی۔ تو میں نے اس کو کہا کہ تم اپنے پیر سے یہ تو پوچھنا کہ تمہاری بیعت کا ہمیں کیا فائدہ ہے۔ وہ جب واپس گئی اور جاکر پوچھا تو پیر صاحب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم قادیان گئی ہو اور نوردین نے تمہیں یہ بتایا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں بتایا تو اُسی نے ہے لیکن مجھے جواب دیجئے وہ کہنے لگا کیا تمہیں اس کا فائدہ معلوم ہی نہیں۔ قیامت کے دن جب تم سے سوال و جواب ہوگا تو ہم کہیں گے کہ ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو کچھ پوچھنا ہے وہ ہم سے پوچھئے۔ پس تم دوڑتی دوڑتی پُل صراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہوجاؤ گی اور دنیا میں خواہ تم کچھ کرو ان سب باتوں کے جواب وہ ہم ہوں گے۔ اور تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ہم سے جب تمہارے متعلق پوچھا جائے گا تو کہہ دیا جائے گا کہ ایک امام حسین کی قربانی ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ سُن کر اللہ لاجواب ہوجائے گا اور ہم بہشت میں چلے جائیں گے۔ تو یہود نے تو یہی کہا تھا کہ ہمیں تھوڑے دن ہی آگ چھوئے گی۔ مگر مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں آگ بالکل چھوئے گی ہی نہیں۔ انہوں نے یہودیوں سے بھی بڑھ کر ایک قدم آگے مارا۔ یہ ایک بڑی بھاری مشابہت ہے جو آج کل کے مسلمانوں کو یہود سے ہوگئی ہے۔ عام فقیروں، گدی نشینوں اور پیروں نے تو بعض بزرگوں اور اولیاء کی یہاں تک طاقت بڑھادی ہے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ خدا ان سے ڈرتا ہے۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی نسبت اسی قسم کا ایک قصہ بنایا ہوا ہے کہ ایک بڑھیا کے لڑکے کو زندہ کرنے کیلئے انہوں نے عزرائیل سے تمام قبض شدہ روحوں کا تھیلا چھین لیا اور جب وہ شکایت لے کر خدا کے پاس گیا تو خداتعالیٰ نے کہا کہ شکر کرو کہ اسی پر خلاصی ہوگئی ہے اگر وہ چاہتا تو آج تک کی تمام روحوں کو چھوڑ دیتا [2]۔ تو اس قسم کے لغو قصے کہانیاں بنا بنا کر اتنا بڑھایا ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں رہی اسی بھروسہ پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ہمارے پیر صاحب

ہماری طرف سے جوابدہی کریں گے۔ جب یہ خیال ہوا تو پھر جو چاہیں کرتے رہیں۔ چوریاں کریں، ڈاکے ماریں، زناکریں، فسق و فجور پھیلائیں، کسی کا ڈر ہی کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان باوجود آبادی کے لحاظ سے کم ہونے کے قید خانوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

ان پیروں فقیروں سے اُتر مولوی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو گناہ گار ہوں گے وہ تھوڑے دنوں عذاب میں رہ کر چھوٹ جائیں گے لیکن باقی تمام لوگ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں پڑے رہیں گے۔ اس کا بھی وہی مطلب ہے جو یہودیوں کے کہنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ السلام پر کہ انہوں نے ہمیں اس اعتقاد سے چھڑا کر سیدھا راستہ بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے دل میں کسی قوم یا کسی مذہب کی طرف سے بغض نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو دوزخ میں جھونکے رکھے۔ دوزخ تو خداتعالیٰ نے علاج کی جگہ بتائی ہے۔ جس طرح گورنمنٹیں ریفارمیٹری (REFORMATORY) سکول بناتی ہیں اسی طرح دوزخ ہے۔ جس وقت انسان گندے مواد جل کر پاک و صاف ہوجاتا ہے تو خداتعالیٰ اس کو اس سے نکال دیتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ صرف خدا دوزخ دکھا کر ہی مسلمانوں کو بہشت میں داخل کردے گا یہ محض جھوٹ اور کذب ہے۔ ایک مسلمان بدکار کو اسی طرح سزا دوزخ میں ملے گی جس طرح کسی اور مذہب کے بدکار کو جس کو اس کی خطاؤں نے گھیر لیا ہوگا۔ پس ایسے لوگ ضرور دوزخ رہیں گے۔ کیونکہ یہ دوزخ کے ہی قابل ہیں خواہ کتنے بڑے اعلیٰ خاندان اور نسل کے ہوں۔ لیکن بدکار ہونے کی صورت میں اپنی بدکاری کی وہ ضرور سزا پائیں گے۔ بشرطیکہ وہ توبہ نہ کرلیں۔ یعنی توبہ کرکے ایمان لے آئیں اور عمل اچھے کریں۔ پس جس وقت ان کی یہ حالت ہوجائے گی تو ایسے لوگ جنت کے وارث ہوجائیں گے اور اسی میں رہیں گے۔

یہ بات خوب یاد رکھو کہ اسلام میں نجات خداتعالیٰ کے فضل پر ہے اور خداتعالیٰ کے فضل کے جاذب نیک اعمال ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ فضل کا واسطہ کیوں رکھا ہے اور کیوں نیک اعمال کی وجہ سے نجات نہیں ہوجاتی۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سے کچھ نہ کچھ غلطیاں بشریت کی وجہ سے سرزد ہوجاتی ہیں۔ اگر ان پر خداتعالیٰ گرفت کرنے لگے تو کسی انسان کا نجات پانا محال ہوجائے۔ تو ایسی غلطیاں جو بشریت اور انسانی کمزوری کی وجہ سے انسان سے ہوجاتی ہیں خداتعالیٰ ان کو اپنے فضل سے ڈھانپ دیتا ہے اور اپنے فضل کو انسان کی

نجات کا موجب بنا دیتا ہے۔ تم جو احمدی کہلاتے ہو یہ کبھی مت خیال کرو کہ ساری دنیا دوزخی ہے اور صرف ہم احمدی نجات پائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ جو سلسلہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کی نجات ہوتی ہیں لیکن یہ خیال کرنا کہ ہم چونکہ احمدی ہوچکے ہیں اس لئے خواہ کچھ ہی کرتے جائیں ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا' یہ بالکل غلط خیال ہے۔ اور یہ خوب یاد رکھو کہ ہمیشہ سے نیک اعمال ہی خداتعالیٰ کے فضل کے جاذب رہے ہیں۔ اس لئے نیک اعمال کیلئے کوشش کرو' سستی' غفلت اور لاپرواہی کو چھوڑ دو۔ کتنا بڑا کام ہے جس کے کرنے کے تم ذمہ دار ہو۔ پچھلے دنوں ایک چھوٹا سا فتنہ اپنے میں سے اٹھا تھا اور ابھی تک دُور نہیں ہوا تم میں سے کتنے ہیں جو اس فساد کے دور ہونے کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ تو ایک بہت معمولی سا کام ہے لیکن کتنے ہیں جو اتنے بڑے عظیم الشان فرائض کی بجاآوری کی فکر میں ہیں۔ سُن لو اور دل کے کانوں سے سن لو کہ انعام ہمیشہ کام کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے یوں کسی بات کا دعویٰ کرلینے سے کبھی کچھ نہیں ملا۔ پس تم احمدی ہونے سے نہیں بلکہ احمدیت کے شرائط پورے کرنے سے نجات پاسکتے ہو۔اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکتے ہو۔ تمہارا کام اتنا عظیم الشان ہے کہ اگر خدا کی نصرت اور مدد کا یقین نہ ہو تو انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ایک سے دو سے مقابلہ نہیں بلکہ احمدیوں کام تمام دنیا سے مقابلہ ہے اور اربوں ارب مخالفین سے تھوڑے سے نفوس کی جنگ ہے۔

پس تم اسی طرح ترقی کرسکتے ہو کہ ہمت اور کوشش کرو۔ دعاؤں سے کام لو پھر تم اسلام کی اسی شان و شوکت کو دیکھ سکتے ہو جو صحابہ کرام کے وقت تھی۔ کیونکہ خداتعالیٰ کا تم سے یہی وعدہ ہے کہ ۔ پس تم ایمان اور اعمال حسنہ میں ترقی حاصل کرو تاکہ کامیاب ہوجاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے اعمال کو ایسے بنا دے کہ وہ خدا کے فضل کے جاذب ہوجائیں۔ ورنہ ہم بہت کمزور ہیں۔

(الفضل ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۴ء)

---

۱ البقرۃ:۸۱'۸۲

۲ گلدستہ کرامات از مفتی غلام سرور صاحب صفحہ ۳۸ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور ۱۳۱۳ھ۔